ڈاکٹر ذکیہ رانی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ کراچی

اقبال کی طویل نظمیں اور ترکیب بند تجزیاتی مطالعہ

Abstract

Literature, especially the poetry, represented society the best. In this context, it is clear from the initial and evolutionary stages of literature that dramas were also written in harmony with the poetry. We can say without hesitation that literary genres are born from cultures and languages keep the representation continue the best as long as they represent the culture.

In this regard, poetical genres are in view, especially the ghazal coming out of the introduction of an ode. The same introduction promoted the poem written on the pattern of the ghazal and facilitated the usage of composite-tie and return-tie. As Allama Iqbal was familiar with the Arabic and Persian tradition, therefore, he chose especially composite-tie for his long poems. Thus this poem along with the poetic excellence of Allama Iqbal exhibits splendour.

Key Words: composite-tie, long poems of Iqbal, culture, study/reading , observation, formation, genre, poem, ghazal etc.

انیسویں اور بیسویں صدی کا آغاز غزل کی روایت کے طلسم سے آراستہ نظر آتا ہے۔اردو غزل کی مذکورہ روایت کی امامت حضرت داغ دہلوی(پ:1831ء-و:1905ء)فرمارہے ہیں۔زبان وبیان کے انداز وادا کے سبب شمال سے جنوب تک داغؔ کی غزل گوئی کا شہرہ اس درجہ ہو چلا تھا کہ غزل اور داغؔ کے بغیر شاعری کا چلن ناممکن نظر آتا تھا:

حضرتِ داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہوں گے تری محفل سے اُبھرنے والے

اس فضامیں 1896ء میں اقبال کی مشاعروں میں شمولیت نے اُن میں تحریک پیدا کی اور جب انھیں شاعر ہونے کا ادراک ہو گیا تو ذہنِ اقبال زبان وبیان کی طرف راغب ہوا اور یوں علامہ نے مستقل داغ سے وابستگی اختیار کرلی۔

جنابِ داغ کی اقبال یہ ساری کرامت ہے
ترے جیسے کو کر ڈالا سخن داں بھی سخنور بھی

اقبال نے داغ سے وابستگی کے بعد بحور و اوزان کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کے حوالے سے بھی وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ بالِ جبریل کی غزلیں فلسفیانہ مزاج کی عکاس ہیں اور نظمیں غزلیت کے اُن معیارات سے جُڑ گئی ہیں کہ جن کے لیے بآسانی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقبال کی نظمیں اپنے ابلاغ میں غزلوں کی طرح مشہور ہونے کی قوت رکھتی ہیں۔ یقیناً اقبال کی زندگی میں مولوی میر حسن اور داغ نے وہ کردار ادا کیا کہ میر حسن کے شمس العلما کے خطاب کے بِنا اقبال نے سر کا خطاب قبول نہ کیا۔ جب کہ داغ کے انتقال پر اقبال نے مرثیہ نما نظم لکھی:

اشک کے دانے زمینِ شعر میں بوتا ہوں میں
تو بھی رو اے خاکِ دل۔ ٘ی داغ کو روتا ہوں میں

مذکورہ نظم ہیئت کے لحاظ سے ترکیب بند کے حوالے سے غزلیت کا مرقع کہی جاسکتی ہے۔ 'ترکیب بند نظم کی وہ صنف ہے جس میں بقول نجم الغنی رامپوری:

''ترکیب بند اسے کہتے ہیں کہ ایک غزل کے طور پر کچھ اشعار میں مطلع لکھ کر اس کے بعد ایک اور بیت مقفیٰ یعنی ایک اور مطلع سے بطور گرہ کے لگائیں۔ پھر دوسرے بند میں دوسری غزل بند اول کے ہی وزن پر مذکور کریں اور اس کے بعد ایک اور مطلع سے گرہ لگائیں۔ ایسے ہی جتنے چاہیں بند لکھیں اور ہر بند کا مطلع یعنی گرہ مختلف لاتے جائیں'' [۲]

فرہنگِ ادب اردو کے مؤلف سرسوتی سرن کیف کے مطابق یہ ترجیع بند کی طرح ایک صنف ہے، اسی طرح کے ہم ردیف و قافیہ مصرعے ہوتے ہیں لیکن مختلف بندوں کے آخر کا شعر مختلف ایک ہی ردیف اور قافیہ کا حامل ہوتا ہے۔ [۳]

ڈاکٹر خواجہ اکرام، اردو کی شعری اصناف میں، ترکیب بند کی تعریف کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''ترکیب بند: یہ نظم کئی بندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ بند میں اشعار کی تعداد پانچ سے گیارہ تک ہوتی ہے۔ ہر بند میں ایک شعر الگ قافیے پر مشتمل ہوتا ہے جسے ٹیپ کا شعر کہتے ہیں اور اس ٹیپ کے شعر کے ساتھ ہی بند مکمل ہوتا ہے۔ اس طرح جتنے بھی بند ہوں گے مذکورہ اصول کے پابند ہوں گے۔ اس میں بندوں کی تعداد مقرر نہیں۔'' [۴]

جب کہ ڈاکٹر سلیم اختر ترکیب بند کے اشعار کو غزل کی مانند قرار دیتے ہوئے اس کی بابت لکھتے ہیں:

"ترکیب بند(اسم مذکر/عربی) ترکیب بند میں اشعار غزل کی مانند قافیہ اور ردیف کے حامل ہوتے ہیں مگر پانچ تا گیارہ اشعار کے بعد ایک ایسا شعر لایا جاتا ہے جو اسی بحر میں ہوتا ہے مگر قافیہ اور ردیف تبدیل ہو جاتی ہے۔ ترکیب بند میں ایک سے زیادہ بند بھی ہو سکتے ہیں۔"[۵]

مذکورہ تعریفوں کی روشنی میں علامہ اقبال کی نظم "داغ" کا ہر شعر مطلع ہے اور پانچواں مطلع مختلف قافیہ اور ردیف میں ہے۔ یہی احوال اس نظم کے دیگر بندوں کے تین اور چار اشعار کا بھی ہے۔ مثنوی اور ترکیب بند کا امتزاج لیے اس نظم کے اشعار میں بھی غزلیہ اشعار کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ میرے لیے حیران کن بات یہ تھی کہ اردو میں پابند نظم نگاروں کے اشعار اقبال کی طرح مشہور کیوں نہیں ہیں؟ اس کا جواب بااعتبارِ ہیئت مجھے ترکیب بند میں نظر آیا کہ اقبال کی وہ نظمیں جو مذکورہ ہیئتوں پر مشتمل ہیں بلاشبہ ہر ایک نظم مذکورہ ہیئتوں کے باوصف کئی غزلوں پر مشتمل ہے اور ہر بند مسلسل غزل سے عبارت ہے۔

"اس ہیئت میں متنوع قسم کے تجربات کرنے کا اولین سہرا علامہ اقبال کے سر ہے۔"[۶]

اقبال کا عہد اردو شاعری کے لحاظ سے روایت اور جدت کا تناظر لیے ہوئے تھا۔ غزل کی موضوعی وسعت پذیری نے نظم کے تنگنائے کو بھی ہیئت اور فارم کے لحاظ سے نئی وسعتوں اور تجربات سے روشناس کروایا۔ مثنوی کے بعد ترکیب بند کی ہیئت مسلسل موضوعاتی اظہار کے لیے موزوں صنف قرار دی جا سکتی ہے۔

نظم "والدہ مرحومہ کی یاد میں" ترکیب بند کی ہیئت میں تیرہ بندوں پر مشتمل ہے۔ ترکیب بند اردو شاعری کی کلاسیکی ہیئیوں میں شمار کی جاتی ہیں۔ ترکیب بند اور ترجیع بند میں شاعر کو یہ سہولت ہوتی ہے کہ وہ حکمت و دانائی کے مضامین سے آراستہ ایک ہی موضوع پر کئی غزلیں کہے اور ہر غزل کا آخری شعر بااعتبارِ مطلع تبدیل کر کے اپنے تصور کو اظہار کے پیکر میں ڈھالتا جائے۔

اقبال نے بطورِ خاص مذکورہ صنف میں اس چابکدستی اور مہارت سے کام لیا ہے کہ ترکیب بند کے اشعار بھی غزلوں کے اشعار کی طرح معروف ہو چلے ہیں۔ "والدہ مرحومہ کی یاد میں" کا انتخاب (7) ملاحظہ ہو:

قلبِ انسانی میں رقصِ عیش و غم رہتا نہیں
نغمہ رہ جاتا ہے لُطفِ زیر وبم رہتا نہیں

☆

حیرتی ہوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا

☆

سینہ چاک اس گلستاں میں لالہ و گل ہیں تو کیا
نالہ و فریاد پر مجبور بلبل ہیں تو کیا

☆

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

☆

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نو رُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اقبال نے نظم کے میدان میں روایتی ہیئتوں میں نئے امکانی تجربات کیے ہیں۔ مختصر نظموں کی نسبت طویل نظموں میں اقبال کا فکری و فنی شعور ارتقا تا عروج نئے اسلوب کی نمائندگی کرتا ہے۔ نئے خیالات کو روایتی انداز میں کہتے کہتے اقبال نے بتدریج روایتی صنف ترکیب بند کو برتا اور اپنی انفرادیت قائم کی ہے۔

> ''ترکیب بند میں غزل کا تمام آہنگ اور ایمائیت قائم رہتی ہے۔ اس کے ساتھ قافیہ ور دیف بدل کر موضوعِ سخن کو آگے بڑھانے کی گنجائش بھی اس طرح یہ غزل سے زیادہ وسیع اور قصیدے سے زیادہ تغزل کی حامل صنفِ سخن ہے۔ شاعر قافیے کی موسیقیت سے مکمل فائدہ اٹھاتے ہوئے قصیدہ کی قافیہ پیمائی سے بچ جاتا ہے۔''[۸]

اقبال کی ترکیب بند نظمیں طوالت کے باوجود اپنی موسیقیت، فکر اور ابلاغ میں کامل ہیں۔ ایلیٹ نے شاعری کے لیے تین آوازوں کا ذکر کیا ہے، پہلی غنائی، دوسری، خطابی اور تیسری ڈرامائی، اقبال کے یہاں مؤخر الذکر کا ظہور ''شمع و شاعر'' سے بتدریج بڑھتا ہوا ''خضرِ راہ'' تک میں دکھائی دیتا ہے۔[۹] ترکیب بند کی ہیئت کے علاوہ دیگر ہیئتوں کی نظموں میں بھی سوال وجواب، ڈرامائی مکالمہ، منظر نگاری اور واقعہ نگاری تسلسل لیے نظر آتی ہے۔ اقبال کے یہاں شعری شکلوں کا تنوع مضامینِ مختلفہ کے تابع ہے۔ ترکیب بند مسلسل خیالات کے اظہار کے لیے موزوں صنف دکھائی دیتی ہے۔[۱۰]

اقبال کی نظموں سے منسلک ترکیب بند کا جائزہ لیا جائے تو اس ہیئت میں لکھی گئی متذکرہ نظموں کے علاوہ دیگر نظموں میں، ایک مکڑا اور مکھی، ایک پہاڑ اور گلہری، ہمدردی، پرندے کی فریاد، دردِ عشق، تصویرِ درد، جگنو، التجائے مسافر، عاشقِ ہر جائی، بزمِ انجم، شمع و شاعر، خضرِ راہ، طلوعِ اسلام، مسجدِ قرطبہ، ذوق و شوق وغیرہ شامل ہیں۔

معروف ترکیب بند نظموں کے منتخب و معروف اشعار ملاحظہ ہوں:

دردِ عشق[۱۱]

آئی نئی ہوا چمنِ ہست و بود میں
اے دردِ عشق! اب نہیں لذّت نمود میں

☆

خالی شرابِ عشق سے لالے کا جام ہو
پانی کی بوند گریۂ شبنم کا نام ہو

☆

تصویرِ درد[۱۲]

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

☆

اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہرطرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

☆

اُڑالی قُمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

☆

مرا رونا نہیں رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

☆

مجھے رازِ دو عالم دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

☆

وطن کی فکر کرناداں !مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

☆

ذرادیکھ اس کو جو کچھ ہورہا ہے ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں

☆

یہی آئینِ قدرت ہے یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن محبوبِ فطرت ہے

☆

دکھا وہ حسنِ عالم سوزاپنی چشمِ پُرنم کو
جو تڑپاتا ہے پروانے کو رُلواتا ہے شبنم کو

☆

جو تُو سمجھے توآزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیرِ امتیازِ ما و تو رہنا

☆

جلانا دل کا ہے گویا سراپا نور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمع انجمن بھی ہے

☆

سکوت آموز طولِ داستانِ درد ہے ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اورتابِ سخن بھی ہے

☆

جگنو[۱۳]

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا
غربت میں آکے چمکا گمنام تھا وطن میں

☆

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی گہن سے آیا کبھی گہن میں

☆

رنگیں کیا سحر کو بانکی دلہن کی صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کی آرسی دی

☆

اندازِ گفتگو نے دھوکے دیے ہیں ورنہ
نغمہ ہے بوئے بلبل،بو پھول کی چہک ہے

☆

بزمِ انجم[۱۴]

سورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو
طشتِ افق سے لیکر لالے کے پھول مارے

☆

آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

☆

شمع وشاعر[۱۵]

تھا جنہیں ذوقِ تماشا وہ تو رخصت ہوگئے
لے کے اب تو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا

☆

آخرِ شب دید کے قابل تھی بِسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

☆

خیر تو ساقی سہی لیکن پلائے گا کسے
اب نہ وہ مے کش رہے باقی نہ میخانے رہے

☆

وائے ناکامی !متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

☆

آنکھ کو بیدار کردے وعدۂ دیدار سے
زندہ کردے دل کو سوزِ جوہرِ گفتار سے

☆

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

☆

آنکھ جوکچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

☆

خضرِراہ[۱۶]

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے ، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

☆

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سر آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

☆

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

☆

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اورہی اندازہے
مشرق ومغرب میں تیرے دورکاآغازہے

☆

عشق کو فریاد لازم تھی سووہ بھی ہوچکی
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ

☆

طلوع اسلام[۱۷]

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ورپیدا

☆

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

☆

بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی ، نہ ایرانی نہ افغانی

☆

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا جگر چیریں

☆

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نُوری ہے نہ ناری ہے

☆

مسجدِ قرطبہ[۱۸]

سلسلہ روز و شب نقش گرِ حادثات
سلسلہ روز و شب اصلِ حیات و ممات

☆

عشق دمِ جبرئیل عشق دلِ مصطفٰی
عشق خدا کا رسول عشق خدا کا کلام

☆

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات عشق سے نارِ حیات

☆

دیکھیے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا

☆

نقش ہیں سب نا تمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

☆

ذوق وشوق[19]

حسنِ ازل کی ہے نمود چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لیے ہزار سُود ایک نگاہ کا زیاں

☆

میں کہ مری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو

☆

عالمِ سوزوسازمیں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو ہجر میں لذّتِ طلب
عینِ وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جُو رہی میری نگاہِ بے ادب

☆

اقبال کے یہاں شعری ہیئتیں موضوع سے گہرا ربط رکھتی ہیں۔خیالات اور افکار کی مناسبت سے شعری اصناف موضوع اور معانی کے حسن میں اضافہ کرتی ہیں، ترکیب بند ذوق وشوق کے مذکورہ منتخب اشعار فیکن کی اُن کیفیات کا بیان ہیں کہ جن کے بغیر زندگی، زندگی نہیں، عالمِ وصل سے بہتر عالمِ فراق یعنی عالمِ فراق میں عالمِ وصل کی جستجو کے ذریعے خواہشِ وصل کی تکمیل، اسی کا نام زندگی ہے اور یہی تکمیل ابد کا احوال لیے ہوئے ہے۔اقبال ابدی بہار کی تلاش میں سر گرداں ہیں۔اقبال کا ذہنی ارتقاء میں عبدالمغنی اسی کیفیت کی سمت اشارہ کرتے ہیں:

''اقبال کی غزلوں میں جو اشارات ہیں وہ پھیل کر نظم بن گئے ہیں۔اسی لیے اقبال کی نظموں میں بھی جا بہ جا متغزلانہ احساسات ملتے ہیں۔درحقیقت شاعری کی دونوں ہیئتیں ایک بڑے دماغ کے تصورات کی اصنافِ اظہار ہیں، لٰہذا دونوں کی اداؤں میں مشابہت ہے۔''[20]

عبدالمغنی کا مذکورہ بیان دراصل اقبال کی نظموں بالخصوص ترکیب بند کی ہیئت میں لکھی جانے والی طویل نظموں کا احوال لیے ہوئے ہے۔اقبال کے اردو کلام میں روانی کے ساتھ ساتھ گہرائی اور گیرائی کا اہتمام اقبال کو صفِ اوّل کا منفرد شاعر ٹھہراتا ہے۔مذکورہ اشعار ترکیب بند سے ماخوذ ہونے کے باوجود اردو غزل کی روایت سے جڑے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔اسی تغزل نے اقبال کے فکری نظام کی ترویج میں نہ صرف نمایاں کردار ادا کیا

بلکہ انھیں شہرتِ دوام بھی بخشی۔ اقبال فرد بھی ہے اور اجتماع بھی! اقبال کا وجدان وہی ہے جب کہ اکتسابی نوعیت مولوی میر حسن، داغ، مطالعہ اور مشاہدہ سے عبارت ہے۔

بیسویں صدی میں دنیائے شاعری کا اقبال جس نے اکیسویں صدی کو بھی اپنے حصار میں لیا ہوا ہے۔ اصناف کو بالخصوص ترکیب بند کو برتنے کا سلیقہ کوئی اقبال سے سیکھے۔ یہی شاعرانہ عظمت ہے اور شاعری کا جواز بھی! اقبال دانش کے اس ذمرے میں آتے ہیں کہ جو قوم کو قوم بناتی ہے۔ ترکیب بند اقبال کی نظموں میں غزلوں کی طرح ہیں ایسی غزلیں جو بہ اعتبارِ صنف مقامی ثقافتوں سے ہم آہنگ ہیں اور دوہے کے چلن سے آراستہ!

حوالہ جات

۱۔ علی محمد خاں، ڈاکٹر، اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اصنافِ نظم ونثر، لاہور، الفیصل، ناشران وتاجران کتب، 2010، جنوری، ص:128-130

۲۔ نجم الغنی رامپوری، مولوی، بحر الفصاحت، جلد اول، لاہور، مجلس ترقی ادب، ص:242

۳۔ سرسوتی سرن کیف، فرہنگ ادب اردو، دہلی، ساہتیہ اکادمی۔ طبع اول 2004ء، ص:60

۴۔ خواجہ اکرام، ڈاکٹر، اردو کی شعری اصناف، لاہور، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز۔ 2014۔ ص 79-80۔

۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات۔ توضیحی لغت، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز۔ 2011۔ ص:85(

۶۔ محمد افتخار شفیع، اصناف شاعری۔ لاہور، کتاب سرائے، 2011ء، ص:89-90

۷۔ والدہ مرحومہ کی یاد میں، بانگِ درا، مشمولہ، کلیاتِ اقبال، اردو، لاہور، الحمرا پبلشنگ، 2004ء، ص:320-332

۸۔ مسعود حسین خاں، اقبال کی دو طویل نظموں کی بازآفرینی (لسانیاتی و تخلیقی نقطۂ نظر سے)، مشمولہ، اقبال کا فن، مرتبہ، گوپی چند نارنگ، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 1983ء، ص:59

۹۔ آل احمد سرور، خضرِ راہ ایک مطالعہ، مشمولہ، اقبال کا فن، محولہ بالا، ص:36

۱۰۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اقبال کی شعری وصنفی تشکیلات، مشمولہ، علامہ اقبال :فکر و فن (101 مقالات) مرتب، ڈاکٹر سلیم اختر، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، 2003ء، ص:687-688

۱۱۔ بانگِ درا، مشمولہ، کلیاتِ اقبال، محولہ بالا، ص:72

۱۲۔ ایضاً ص:96-107

۱۳۔ ایضاً ص:118-119

۱۴۔ ایضاً ص:245-246

۱۵۔ ایضاً ص:262-264

۱۶۔ ایضاً ص:364-377

۱۷۔ ایضاً ص:380-389

۱۸۔ بالِ جبریل، مشمولہ کلیاتِ اقبال، اردو، محولہ بالا، ص:538-548

۱۹۔ ایضاً ص:560-565

۲۰۔ عبدالمغنی، اقبال کا ذہنی ارتقاء، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، 1991ء، ص:52

کتابیات:

۱۔ خواجہ اکرام، ڈاکٹر، اردو کی شعری اصناف، لاہور، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز۔2014ء۔

۲۔ سرسوتی سرن کیف، فرہنگ ادب اردو، دہلی، ساہتیہ اکادمی۔ طبع اول2004ء۔

۳۔ سلیم اختر،ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات۔توضیحی لغت،لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز۔2011ء۔

۴۔ سلیم اختر،ڈاکٹر، مرتب ،علامہ اقبال :فکر و فن(101 مقالات)مرتب،لاہور،سنگِ میل پبلی کیشنز، 2003ء

۵۔ عبدالمغنی،اقبال کا ذہنی ارتقاء، نئی دہلی،انجمن ترقی اردو ہند، 1991ء۔

۶۔ علامہ اقبال،کلیاتِ اقبال،اردو،لاہور،الحمرا پبلشنگ،2004ء۔

۷۔ علی محمد خاں،ڈاکٹر،اشفاق احمد ورک،ڈاکٹر،مرتب،اصنافِ نظم و نثر،لاہور،الفیصل ،ناشران و تاجران کتب،2010،جنوری۔

۸۔ گوپی چند نارنگ، مرتب،اقبال کا فن،دہلی،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،1983ء۔

۹۔ محمد افتخار شفیع،اصناف شاعری۔لاہور،کتاب سرائے،2011ء

۱۰۔ نجم الغنی رامپوری، مولوی،بحر الفصاحت، جلد اول،لاہور، مجلس ترقی ادب،2004ء۔